سلسلۂ اشاعت نمبر ۶

مناظرہ ابن تیمیہ

از

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ

مترجمہ

عبد الرزاق ملیح آبادی

۵/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و اشھد ان لا الہ الا اللہ رب السموات و الارضین اشھد ان محمدًا عبدہ و رسولہ خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و سلم دائمًا الی یوم الدین

اما بعد

اس رسالہ میں میں نے اُس عظیم واقعہ کی یادداشت قلمبند کردی ہے جو دار الحکومت کے میدان میں امراء و وزراء، علماء و فقراء اور عوام الناس کے ایک جم غفیر کے روبرو صوفیوں کے ایک فرقہ "بطائحیہ رفاعیہ" کے ساتھ روز شنبہ ۹ جمادی الاول سنہ میں واقع ہوا۔ اس کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ میں نے عام طور پر لوگوں میں اس کی تفصیل معلوم کرنے کے لئے نہایت بےچینی دیکھی۔ بنابریں ضروری خیال کیا کہ خود اپنے قلم سے یہ شہرۂ آفاق اور عظیم الشان واقعہ ضبط تحریر میں لے آؤں۔ کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کا دبدبہ ظاہر فرمایا، اس کا بول بالا کیا، لوگ کتاب و سنت کی اتباع پر مجبور کیئے گئے۔ بدعتیوں اور گمراہوں کے فریب ٹوٹ گئے۔ جو فاسد احوال رکھتے اور طرح طرح کے شعبدوں سے مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

میں کسی دوسرے مقام پر اس فرقہ اور اس کے بانی "شیخ احمد رفاعی" کے حالات

کر دینا، یہ سب محض دھوکا بازیاں ہیں اور طبعی اسباب کے ذریعہ ظاہر ہوتی ہیں۔ بارہا ایسا ہوا کہ ان میں سے بعضوں نے میرے روبرو اس طرح کے کرشمے دکھانا چاہے۔ مگر جب میں نے معارضہ کیا تو باز رہے اور رنج میں مجھ سے درخواست کی کہ ان کی پردہ دری نہ کروں۔ میں نے اسے شرط پر منظور کر لیا کہ توبہ کر لیں۔

ایک دفعہ تو ایسا ہوا کہ ایک عام مجلس میں، جو ایک باغ میں منعقد تھی، ان کے ایک شیخ نے آ کر مجھے چیلنج دیا کہ ہم دونوں آگ میں گھس جائیں۔ میں راضی ہو گیا۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ غسل کے بعد تاکہ کوئی حیلہ باقی نہ رہے۔ مگر وہ اس پر کسی طرح بھی طیار نہ ہوا۔ ان واقعات کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان میں سے بکثرت لوگ تائب اور اپنے مشائخ سے منکر ہو کر راہ راست پر آ گئے۔

اسی شیخ نے مجھ سے اپنا واقعہ بیان کیا کہ "ایک مرتبہ میں تاتاری حاکم کے دربار میں موجود تھا۔ یہ حاکم ایک خاص بت کی پوجا کرتا تھا۔ ایک دن مجھ سے کہنے لگا "میرا یہ دیوتا روز کھانا کھاتا ہے اور اس کے ہاتھوں کے نشان صاف برتن میں نظر آتے ہیں" میں نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ حاکم نے کہا "اگر آج بھی بت نے کھانا کھایا تو میں تمہاری گردن مارونگا" میں نے منظور کر لیا اور دوپہر تک برابر حاضر رہا لیکن برتن میں نہ بت کے

اور طریقوں کو بتفصیل بیان کر کے دکھا چکا ہوں کہ اُن کی کون باتیں انھیں اسلام میں داخل کرنے والی ہیں اور کون اسلام سے خارج کرنے والی۔ یہاں اس کا اعادہ باعث تطویل ہوگا۔ پھر اس وقت میری غرض اُن سے اپنے مشہور مناظرہ و مقابلہ کا قلمبند کرنا ہے نہ کہ ان کے طریقہ کی تفصیل و تردید۔

میں اس فرقہ کی حقیقت سے بخوبی واقف ہوں اور متعدد مرتبہ ثابت کر چکا ہوں کہ اگرچہ یہ لوگ اسلام و فقر و سلوک کی طرف نسبت رکھتے ہیں اور ان کے بعض افراد میں عبادت، للہیت، وجد، محبت، زہد، فقر، انکسار، نرمی، خوش اخلاقی، کشف و تصرف وغیرہ امور پائے جاتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی ان میں اکثر ایسے بھی ہیں جن میں شرک قسم قسم کے کفر، بدعت، غلو، سنت سے اعراض، شریعت سے تمسخر، جھوٹ، تلبیس، شعبدہ بازی، دھوکہ کی راہ سے لوگوں کا مال کھانا، راہ خدا سے بندوں کو روکنا اور گمراہ کرنا بھی پایا جاتا ہے۔

اس مناظرہ سے پہلے میرے ان کے بارہا مقابلے ہو چکے ہیں اور انھیں اور دوسرے لوگوں کو ثابت کر چکا ہوں کہ ان میں حق کتنا ہے اور باطل کتنا؟ ان کے احوال کی حقیقت کیا ہے جنھیں وہ "اشارات" کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں نیز ان کی شعبدہ بازیوں کی بھی قلعی کھول چکا اور بتا چکا ہوں کہ اُن کا آگ میں گھسنا، سانپوں سے کھیلنا، خون، زعفران، گلاب، شہد، شکر وغیرہ کا موجود

اور صوفیون کے مجمع مین تمہارا شعبدے دکھانا ہرگز معتبر نہین۔ کیونکہ یہ
بیچارے اپنی سادہ لوحی کی وجہ سے تمہاری حیلہ بازی نہین سمجھ سکتے۔ اگر
واقعی تمہارے پاس سونا موجود ہے تو اُسے ناواقفون کے سامنے کیون
لے جاتے ہو؟ صرّافہ مین جاؤ اور جوہریون کے آگے ڈال دو کہ کسوٹی
پر پرکھ لین۔ ہان، اس وقت موقعہ ہے، تم ضرور اپنے کرشمے دکھاؤ تاکہ
دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ الگ ہو جائے"۔

یہ سُن کر وہ مرعوب ہو گئے اور مداہنت سے کہنے لگے "ہم یہ اشارات
اُسی وقت ظاہر کر سکتے ہین جب حضور کی بھی توجہ ہمارے ساتھ ہو"۔
مین نے کہا "میری توجہ ہرگز ہرگز تمہارے ساتھ نہین ہو سکتی۔ بلکہ
مین تمہارے فریبون کا توڑ کرونگا اور تمہاری پردہ دری مین پوری قوت
صرف کر دونگا کیونکہ تم اپنے ان حیلون سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی شریعت کو باطل کرنا چاہتے ہو۔ اگر تم مین کچھ بھی قدرت ہے تو میدان
مین ضرور آؤ۔ اور دیکھو کس طرح منہہ کی کھاتے ہو"۔ اس پر ذلّت کے
ساتھ راہِ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہوئے ؛

فصل

مشہور مناظرہ سے کچھ مدت پہلے جامع مسجد مین ان رفاعیون کی

ہاتھوں کے نشان تھے، نہ کھانا ہی کم ہوا تھا۔ حاکم کو یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا اور بڑی بڑی قسمیں کھانے لگا کہ میں روز یہ کرشمہ ملاحظہ کیا کرتا تھا، لیکن آج تمہاری موجودگی کی وجہ سے ظاہر نہ ہوا۔"

یہ واقعہ سن کر میں نے شیخ سے کہا "اس کا سبب بالکل واضح ہے۔ میں بیان کیئے دیتا ہوں۔ اصل یہ ہے کہ وہ تاتاری امیر کافر و مشرک ہے۔ شیطان اسکی بُت میں سما کر یہ شعبدہ دکھایا کرتا تھا۔ تاکہ امیر برابر گمراہی پر قایم رہے۔ تم چونکہ بہرحال مسلمان تھے اور اسلام کا کچھ نہ کچھ نور اپنے اندر رکھتے تھے اس لئے اللہ تعالےٰ نے مدد کی اور تمہاری موجودگی میں شیطان کو ایسا عمل نہ کرنے دیا۔ تم اور تمہارے جیسے لوگ خالص اہل ایمان کے مقابلہ میں ویسے ہی ہیں جیسے تاتاری تمہارے مقابلہ میں تھا۔ یا یوں سمجھو کہ تاتاری امیر اور اس جیسے لوگ سیاہ فام ہیں، خالص مسلمان گورے چٹے ہیں، اور تم بین بین ہو۔ تم میں سیاہی اور سفیدی دونوں موجود ہیں لہذا تم گویا ابلق گھوڑے ہو"! اس تشبیہ کو حاضرین نے بہت پسند کیا کیونکہ صورت واقعہ کا صحیح نقشہ ہے۔

ایک اور مجلس میں یہ لوگ مجھ سے کہنے لگے:۔ "اگر آپ کہیں تو ہم اپنے "اشارات" ظاہر کریں؟"

میں نے کہا:۔ "بدوؤں، کسانوں، ترکوں، بازاریوں، مُلّاؤں، بنی ہوئی فقیروں

جائز نہین کیونکہ غیر مشروع عبادت، گمراہی اور ضلالت ہے۔ پھر لوہے کا
بغیر عبادت کے خیال کے پہننا بھی علماء اسلام کے نزدیک مکروہ ہے۔
کیونکہ حدیث مین ہے کہ نبی صلعم نے ایک شخص کو لوہے کی انگوٹھی پہنے دیکھا
تو فرمایا" تو دوزخیون کا زیور کیون پہنتا ہے۔ اور قرآن مین دوزخیون کے
بارے مین کہا ہے کہ ان کی گردنون مین طوق پڑے ہونگے اور معلوم ہے
دوزخیون سے مشابہت پیدا کرنا بہت ہی بُری بات ہے"۔

غرضکہ اس طرح کی گفتگو مین نے ان سی کی جواب تمام کی تمام ذہن
مین محفوظ نہین ہے اور بتایا کہ بدعت پر اصرار ایک سخت گناہ اور موجب
عقاب ہے۔ کیونکہ باتفاق جملہ اہل اسلام ایسی باتون کو عبادت ٹھہرانا
جائز نہین جو شریعت مین مستحب نہین ہین وہ نہ تو عبادت ہو سکتی ہین نہ
تقرب الی اللہ کا ذریعہ بن سکتی ہین، نہ ولایت و محبت الہی کا سبب ہو
سکتی ہین۔ یہ اعتقاد ناجائز ہے کہ اللہ تعالے ایسی عبادتین پسند کرتا یا انکو
برتنے والون سے محبت کرتا ہے۔ اس قسم کی خود ساختہ عبادتین بندہ کو
خدا سے ہرگز قریب نہین کرتین۔ بلکہ اُلٹے دور کر دیتی ہین۔ انھین برتنا
یا اللہ والون کی علامت سمجھنا سخت جہالت و حماقت ہے:

ممکن ہے اُن مین سے بعض باتین شریعت الہی مین حرام نہون لیکن
یہان پر ایک عظیم الشان اصل کا یاد رکھنا بہت ضروری ہے اور وہ یہ کہ مباح

ایک جماعت اپنے شیخ کیساتھ لوہے کی زنجیرین اپنی گردنون مین ڈالے آیا کرتی تھی۔ اس جماعت اور اس شیخ کی نسبت طرح طرح کے قصے مشہور تھے۔ یہ شخص میرے پاس بھی اکثر آجایا کرتا تھا۔ اور مین برابر خلاق سے پیش آتا تھا۔ یہان تک کہ لوگون نے مجھے اطلاع دی کہ بدعت کا یہ شعار (زنجیرین پہننا) جو انھون نے اختیار کر رکھا ہے اور جس کے ذریعہ مسلمانون کی جماعت سے کٹ کر اپنے لیے امتیاز پیدا کیا ہے، اُسے یہ عبادت و دین سمجھکر کرتے اور لوگون مین گمراہی پھیلاتے ہین کہ ان کی یہ زنجیرین اور لوہا بھی منجملہ "اسرار" کی ایک سر (راز) ہے جو ان کے اور خدا کے درمیان قایم ہے۔ اور یہ کہ یہی علامت ہے "اللہ والون" کی اور ان کے راستہ پر چلنے والون کی۔ اور ظاہر ہے ان کے زعم مین "اللہ والے" خود وہ اور ان کا شیخ ہے! جب مین نے یہ سُنا تو مجمع عام کے سامنے جامع مسجد مین اس شیخ کو مخاطب کیا:

"یہ زنجیرین اور طوق جو تم اپنی گردنون مین ڈالے پھرتے ہو، بدعت ہے، جسے نہ اللہ نے مقرر کیا ہے نہ اس کے رسول نے، نہ سلف صالح مین سے کسی نے اُسے کیا ہے، نہ کسی قابل اتباع شیخ[۱] نے اُسے کبھی برتا ہے۔ یہ چیز ہرگز عبادت نہین ہوسکتی بلکہ اسے عبادت و تقرب الی اللہ سمجھنا بھی

---

[۱] یعنی وہ مشائخ جو متبع سنت ہونیکی وجہ سے قابل ہین کہ انکی پیروی کی جائے مثلاً جنید رحمۃ اللہ علیہ

نہین بن سکیتن ؁

یہی حکم اُس عہد وبیعت کا ہے جو پیرون اور مشائخ کے ہاتھ پر کی جاتی ہے کہ مُرید کسی معین پیر یا شیخ کے طریقہ کی عمر بھر پابندی و پیروی کرے گا۔ اِس قسم کے عہد اور بیعت کی پابندی کبھی دین اور عبادت سمجھکر واجب نہین۔ اِلّا یہ کہ طاعت الٰہی اور شریعت حقہ کے التزام کا عہد ہو تو اس کی پابندی ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے مشائخ کے بہت سے مریدون کو حکم دیا کہ وہ ان مرجوح و مشکوک اور طرح طرح کی بدعتون سے لبریز طریقون کی پیروی کے عہد وبیعت کو فوراً شکست کر دین اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کی پیروی شروع کر دین جو صراط مستقیم اور منہاج قویم ہے

غرضکہ تمام مسلمان متفق ہین کہ ایسے امور سے نہ تقرُّب روا ہے نہ تعبُّد نہ اُنھین دین قرار دینا چاہیئے نہ ان کے عمل کو حسنات مین شمار کرنا چاہیئے پس اعتقاداً، ارادۃً، قولاً، فعلاً کسی طرح بھی انھین دین سمجھنا جائز نہین یہی وہ اصل عظیم ہے جس سے بے پروائی برتنے کی وجہ سے بیشمار عالمون اور عابدون کو ٹھوکر لگی ہے۔ وہ اگر کسی فعل کو دیکھتے ہین کہ حرام نہین ہے تو اس کی روک تھام ضروری نہین سمجھتے۔ بلکہ اُسے جائز سمجھکر تقرب و تعبد کا ذریعہ قرار دے لیتے ہین۔ حالانکہ کہان ایک چیز کا مباح ہونا اور کہان

چیزیں اسی وقت تک مباح ہیں جب تک مباح سمجھی جاتی ہیں۔ لیکن جب وہ واجب اور مستحب قرار دیدی جائیں تو اُن کی حیثیت بالکل بدلجاتی ہے ایسا کرنا سخت گناہ اور اپنے دل سے ایک نئے دین کا ایجاد کرنا ہے۔ غیر واجب مستحب کو واجب و مستحب ٹھہرانا بالکل ایسا ہے جیسا غیرحرام کو حرام ٹھہرا دینا حالانکہ حرام وہی ہے جسے اللہ نے حرام کیا ہے اور حلال وہی ہے جسے اللہ نے حلال کیا ہے۔ اور دین وہی ہے جو اس ذات برتر نے اپنے حکم سے مقرر فرمادیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا نے قرآن میں ان لوگوں کی سخت مذمت کی ہے۔ جو اپنے جی سے ایسا دین بناتے ہیں جس کا حکم اُس نے نہیں دیا اور اپنے دل سے حلال و حرام مقرر کرتے ہیں۔

جب مباحات کا معاملہ یہ ہے تو پھر محرمات یا مکروہات کا کیا حکم ہوگا؟ یہی سبب ہے کہ محرمات اور مکروہات و مباحات کی نذر ماننے سے نذر لازم نہیں آتی اور نہ اسکا پورا کرنا واجب ہے۔ صرف امام احمد اور بعض علماء کے نزدیک اول الذکر باتوں کی نذر پر کفارۂ قسم لازم آتا ہے[۱] لیکن باقی ائمہ و علماء اس پر کوئی کفارہ بھی واجب نہیں ٹھہراتے کیونکہ اس قسم کی نذر لغو ہے۔ اور کسی طرح بھی اس کی وجہ سے مباحات و مکروہات و محرمات، طاعت و عبادات

---

[۱] اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ امام احمد کے نزدیک اس طرح کی نذر جائز ہے وہ بھی اسے ناروا بتاتے ہیں مگر کفارۂ قسم کو ضروری قرار دیتے ہیں کیونکہ وہ بہر حال نذر ہے۔ چاہے جائز ہو یا ناجائز لیکن ان کا یہ قول کمزور ہے۔ (مترجم)

احادیث اور غیر مشروع اسرائیلیات پیش کی تھیں جن سے کچھ بھی ثابت نہیں ہو سکتا اور جو خود بالکل باطل اور بے بنیاد ہیں۔ اس تمام قیل وقال سے اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ اللہ کے راستہ سے مخلوق کو روکے اور حرام کی راہ سے لوگوں کا مال کھاتا رہے۔ میں نے جواب میں لکھ دیا کہ یہ معاملہ خط کتابت سے طے نہیں ہو سکتا، اس کے لئے بالمشافہ گفتگو کی ضرورت ہے۔

یہ لوگ دراصل نفس کے بندے ہیں اور اپنی اکثر عبادتیں خدا اور رسول کے حکم کے خلاف محض اپنے جی سے کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ"(۱)

یہی وجہ ہے کہ ان کی اکثر بیخودی اور حال و وجد محض نفس کی پیروی و پرستش ہوتا ہے۔ وہ سرے سے جانتے ہی نہیں کہ کس کی عبادت کر رہے ہیں۔ ان میں اور عیسائیوں میں گہری مشابہت ہے۔ جنکی بابت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل"(۲)

---

(۱) اس سے زیادہ کون گمراہ ہو گا جو بغیر خدا کی جانب سے ہدایت حاصل کئے اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے۔

(۲) اے اہل کتاب اپنے دین میں بیجا غلو نہ کرو اور ان لوگوں کی خواہشوں کی پیروی نہ کرو جو خود گمراہ ہو چکے ہیں، پھر بہتوں کو گمراہ کر چکے ہیں اور سیدھے راستہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔

اُسے عبادت اور تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھنا، دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ مباح اسی وقت تک مباح ہے، جبتک مباح سمجھا جائے لیکن جب اُسے اعتقاداً یا قولاً یا عملاً عبادت اور دین بنا لیا گیا تو وہ عظیم ترین محرمات وسیئات میں سے ہوجاتا ہے۔ بلکہ یہ بدعت، صریح و معلوم معاصی ومنکرات سے بھی زیادہ قبیح و شنیع ہوجاتی ہے۔۔

فصل

جب میں نے اُنھیں اِن بدعتوں سے روکا تو اطاعت و موافقت کا اظہار کرنے لگے۔ میں خاموش ہوگیا اور اس پر ایک مدت گزر گئی۔ مگر لوگ مجھے برابر خبریں پہنچاتے رہے کہ وہ بدستور اپنی بدعتوں پر اڑے اور مسلمانوں کے راستہ سے علانیہ کٹے ہوئے ہیں۔ لوگوں نے مجھ سے بہت اصرار کیا کہ ان کی خبر لینا چاہیئے اور ان کی قلعی کھول دینے میں پس وپیش نہیں کرنا چاہیئے۔ مگر میں برابر نرمی اور مہربانی ہی برتتا، اُن کی جانب سے از خود توبہ و انابت کا انتظار کرتا اور اس وقت تک گفتگو سے احتراز کرتا رہا جبتک ان کا شیخ اعظم جامع مسجد میں نہ آئے۔ اس شیخ نے مجھے کئی خط لکھے جن میں سراسر خوشامد، چاپلوسی، معذرت، مداہنت تھی اور اپنے طریقہ کے جواز و ثبوت میں موضوع

حاکم وقت اس ہجوم کو دیکھکر گھبرا گیا اور آنے کا سبب دریافت کیا
کہنے لگا "ہم فریادی آئے ہیں" حکم ہوا چند آدمی حضور میں حاضر ہوں
چنانچہ شیخ اعظم اندر گیا اور میرے خلاف جتنا بھی زہر اگل سکتا تھا اگلا
مجھے پوری گفتگو معلوم نہیں ہوئی۔ مگر بعض حاضرین کی زبانی سُنا کہ حاکم
نے شیخ کی شکایتیں سُن کر کہا:

"ابن تیمیہ یہ جو کچھ کہتا ہے اُسے خدا اور رسول کی طرف منسوب کرتا
ہے یا اپنی طرف؟"

شیخ نے جواب دیا "خدا اور رسول کی طرف"

حاکم نے کہا "پھر ہم اس سے کیا مواخذہ کر سکتے ہیں"؟

شیخ نے کہا "مگر ہم پر خاص حالات طاری ہوتے ہیں جنھیں ہم ہی
سمجھ سکتے ہیں"۔

حاکم نے کہا "تو میں ابن تیمیہ کو بلاتا ہوں۔ تم دونوں گفتگو کرو۔ جو
حق پر نکلے گا۔ ہم اس کا ساتھ دیں گے"۔

شیخ نے کہا "مگر حضور کی توجہ ہماری طرف ہونا چاہئے"

حاکم نے جواب دیا "یہ ناممکن ہے میں حق کے ساتھ ہوں۔ عام اس سے
کہ حق تمہارے پاس ہو یا تمہارے حریف کے پاس"

اس پر شیخ بہت گھبرایا اور کہنے لگا "تو کیا ابن تیمیہ کا حاضر کرنا

یہی سبب ہے کہ سلف صالح اہل بدعت کو "اھلُ الاَھواء" یعنی متبع نفس کہا کرتے تھے۔

اسی زمانہ میں ان لوگوں میں سے ایک شخص میرے پاس آیا اور میں نے اُس کے گلے کا طوق توڑ کر پھینک دیا۔ اس پر اُن کے نفس نے زور مارا۔ اُنھوں نے اپنا جماؤ کیا اور بڑے جوش و خروش سے جامع مسجد میں اپنے باطل احوال کے ذریعہ جنگ و جدل کے ارادہ سے جمع ہو گئے۔ جب نماز ختم ہوئی تو میں نے اُن کے شیوخ کو طلب کیا تاکہ ہم اللہ اور رسول کے معاملہ میں گفتگو کریں اور اس کی صراط مستقیم کی پیروی پر متفق ہو جائیں مگر وہ اس پر رضامند نہ ہوئے۔ بلکہ اپنے ہجوم کے ساتھ غل شور مچاتے اور ایک قیامت برپا کرتے دارالحکومت کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاں بعض حکام کے ساتھ اپنی مطلب براری کے لئے پہلے ہی سے سازش کر چکے تھے۔ دارالحکومت سے پھر اُسی ہنگامہ کے ساتھ مسجد شاغور میں جمع ہوئے میں نے دوبارہ آدمی بھیجا کہ گفتگو کر لو۔ میری غرض صرف قیام حجت، بیان ہدایت اور نصیحت تھی۔ مگر ان پر یہ بہت ہی شاق گذرا اور وہ پھر زمین آسمان ایک کرتے، چیختے چلاتے، ناچتے کودتے، مصنوعی حال و وجد ظاہر کرتے، عوام کو مرعوب کرتے اور دھوکہ دیتے دارالحکومت پہونچے۔

دورہ کرتا رہتا ہے، کہا "ہمارے احوال تاتاریون(۱) کے سامنے ظاہر ہوتے ہین لیکن محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شریعت کے سامنے ہرگز ظاہر نہین ہوسکتے۔ قاصد نے بتایا کہ اس اجتماع کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُنھون نے اپنی گردنون سے زنجیرین اتار ڈالی ہین اور ظاہر ہین راہ راست پر آگئے ہین"

اس کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ امیر کے غلام اُن کے پاس پہنچے اور کہا:

"ابن تیمیہ سے تمہارا مقابلہ ناگزیر ہے۔ تمہین وقت مقررہ پر حاضر ہونا پڑے گا"

اُس روز رات کو مین نے بھی اللہ تعالے سے استخارہ کیا، اُس کے دین کے غلبہ و نصرت کے لئے گڑگڑایا، اُس سے امداد و اعانت کا طالب ہوا، اُس کی ہدایت کا خواہان ہوا، اُس کے سچے بندون کی راہ اختیار کرکے اُس کی نصرت کی خواہش کی۔ مین رب العالمین کے حضور مین برابر دست بستہ حاضر رہا۔ یہان تک کہ میرے قلب مین ڈالدیا گیا کہ "اگر ضرورت آپڑے تو آگ مین کود نے سے بھی نہ ہچکچانا کیونکہ آگ ملت ابراہیم خلیل کی پیروی کرنے والون پر بردا و سلاما ہوگی اور صابئین کے سے گم کردہ راہون کو جلاکر خاک سیاہ کردے گی"

صبح ہوئی تو مین بصیرت الہٰی کے ساتھ اُٹھا اور مقابلہ کے موقعہ پر

(۱) تاتاری اس وقت مسلمان نہ تھے (مترجم)

ضروری ہے؟"

امیر نے کہا "ہاں ضروری ہے"

اس پر شیخ ردو قدح کرنے لگا تو امیر نے اُسے اپنے روبرو سے نکلوا دیا۔ درباریوں میں سے بعض دیندار اور نیکوکار لوگوں نے مجھے اس واقعہ کی اطلاع دی اور اصرار کیا کہ اب اس گروہ کی پردہ دری کر دینا ضروری ہے۔

جب مجھے یہ تمام حالات معلوم ہوئے تو میرے دل میں خود بخود یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید خدا کو میرے ذریعہ اپنے دین کا غالب کرنا اور اہل نفاق و بدعت کی شرارتوں کو طشت از بام کرنا منظور ہے۔ میں نے ان لوگوں پر کبھی زیادتی کرنا پسند نہیں کی بلکہ ہمیشہ نرمی و آشتی کا برتاؤ کیا چنانچہ اس موقعہ پر بھی میں نے ایک مرتبہ پھر اُن کے پاس قاصد بھیجا کہ "میرے منہہ نہ آؤ، ورنہ سخت ذلیل اور رسوا ہو گے۔ تمہاری ساری قلعی کھل جائیگی۔ کیونکہ اہل ایمان وحق کے نیزوں کے سامنے جو آتا ہے، منہہ ہی کی کھاتا ہے"! قاصد نے لوٹ کر خبر دی کہ اُن کے بڑے بڑے سرگروہ مشایخ جمع ہوئے تھے اور طویل بحث و مباحثہ کے بعد انھیں حکم دیا ہے کہ شریعت کی پابندی کریں اور شنیع، بدعتوں کو بالکل چھوڑ دیں، بلکہ اُن کے ایک بڑے شیخ نے جو مصر و ترکستان وغیرہ ممالک کا

پوشیدہ ہوگئی ہے اس لئے ان جاہل گمراہوں کو عروج حاصل ہوگیا ہے، امراء و سلاطین پر ان کا جادو چل گیا ہے، دلوں پر انکا رعب بیٹھ گیا ہے اور ان سے عقیدت اس قدر عام ہوگئی ہے کہ زبردست سے زبردست دلیل سے بھی زائل ہونے نہیں آتی۔

بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ امراء اس گروہ کے ان بے بنیاد دعووں سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہے اور نائب سلطان سے انھوں نے درخواست کی کہ ان گمراہوں کی تعظیم و تکریم کرے کیونکہ وہ اولیا اللہ ہیں! لیکن دوسری طرف امیر کبیر حاکم وقت کو اصرار تھا کہ مناظرہ ضرور ہو اور حق ظاہر ہو جائے۔ چنانچہ اس نے میرے پاس بھی قاصد بھیجا جو مجھے راستہ میں ملا۔ ادھر سے میں چند احباب کے ساتھ جا رہا تھا، اُدھر سے یہ گمراہ بڑے طمطراق کے ساتھ آ رہے تھے۔ ان کے ساتھ ایک بڑی بھیڑ تھی جس میں ملّا ٹے، فقیر، ملحد، عوام غرضکہ ہر قسم کے بدعتی داخل تھے اور حق و باطل کی اس فیصلہ کن جنگ میں باطل کی نصرت پر کمر باندھے آ رہے تھے۔ میں مجلس میں پہنچا تو حاضرین کو اس مقابلہ کے لئے غایت درجہ مشتاق اور نتیجہ دیکھنے کے لئے سخت بیقرار پایا۔ نائب سلطان وغیرہ امراء نے ان گمراہوں کے بعض اقوال نقل کئے جو انھوں نے اُن سے میری بابت کہے تھے۔ مثلاً یہ کہ میں نے

جا پہنچا۔ میں نے کسی کو بھی مدد کیلئے ساتھ نہ لیا۔ لیکن بہت سے احباب بطور خود ہمراہ ہو گئے۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ یہ نام نہاد صوفی مقابلہ سے پہلے بہت سے امراء کو مرعوب کرنے کے لئے گئے اور اپنی عادت کے مطابق زمین آسمان کے قلابے ملانے لگے، چنانچہ کہا "ہمارے خاص احوال ہیں جن میں ہم سے کوئی ولی اللہ مقابلہ نہیں کر سکتا اور ہمارا خاص طریقہ ہے جسے کوئی عالم دین بھی نہیں سمجھ سکتا۔ ہمارا پیر تمام پیروں کا سردار اور ان میں خلیفہ کا درجہ رکھتا ہے۔ ہم تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ ہمارا انکہ چیز محض ظاہری شریعت کے اندھے کنوئیں میں پڑا ہے۔ حقایق کی روشنی سے اس کی آنکھیں قطعاً نا آشنا ہیں۔ ہماری راہ الگ اور ظاہر پرستوں کی راہ سے بالکل مختلف ہے۔ ہم حقیقت تک پہنچے ہوئے ہیں اور ہمارا باطن اس کے نور سے منور ہے"! وغیرہ وغیرہ شاندار مگر بالکل کھوکھلے دعوے کیئے اور ان میں اپنا ہم نوا بنانا چاہا۔

دراصل یہی بے بنیاد دعوے ہیں جنھوں نے انھیں اتنا مقبول بنا رکھا ہے۔ چونکہ اس تاتاری عہد میں نور اسلام مدھم پڑ گیا ہے اکثر لوگوں نے تاریکی کو روشنی سے بدل لیا ہے، اکثر ملکوں میں سنت رسول کے آثار مٹ گئے ہیں اور اس دور فتنہ و فساد میں حقیقت اسلام

امیر پر ظاہر کرتے کہ ہمیں اس کی مجلس اکے یہ حالات کشف وکرامت کے ذریعہ معلوم ہوئے ہیں۔ انھوں نے اسی امیر سے سلطنت دلانے کا بھی وعدہ کیا تھا۔ نیز یقین دلایا تھا کہ ہم تمہیں "رجال الغیب" کو دکھائینگے چنانچہ اس مقصد کے لیئے انھوں نے جبل المزۃ پر بڑے بڑے چوبی ڈھانچے تیار کیئے اور ان پر اپنے گرگے بٹھائے جو دور سے اس طرح معلوم ہوتے تھے کہ پہاڑ پر چلتے اور زمین سے اُٹھتے اور ہوا میں بلند ہو رہے ہیں۔ اس شعبدے کے ذریعہ انھوں نے امیر مذکور سے بہت سا روپیہ وصول کیا لیکن بعد میں امیر کو ان کی حقیقت معلوم ہو گئی۔

اسی طرح قفجق کو یہ کہکر دھوکہ دینا چاہا کہ ان کی کرامت سے مُردے بولتے ہیں۔ چنانچہ ایک زندہ شخص کو قبر میں لٹا دیا۔ اس نے اندر سے بولنا شروع کیا اور حاضرین کو حیرت میں ڈالدیا۔ نیز قفجق کو "باب الصغیر" کے قبرستان میں لیجا کر ایک شخص دکھلایا اور کہا "یہی وہ بالداروالی ہے جو جبل لبنان میں رہتا ہے۔ اس کے قریب نہ جایئے اور دور ہی سے برکت حاصل کیجئے" پھر کہا "یہ آپ کے خزانہ سے اتنا روپیہ مانگتا ہے" قفجق اب دھوکہ کو سمجھ گیا اور کہنے لگا "بالداروالی غیب کا حال جانتا ہے اُسے ضرور معلوم ہوگا کہ میرے پاس اتنا روپیہ موجود نہیں ہے" پھر وہ آگے بڑھا اور بالداروالی کے بال پکڑ کر کھینچے تو ہاتھ میں بھیڑ کی کھال آگئی جو

مجھین امتحان کا چیلنج دیا ہے اور حق و باطل کا فیصلہ اس پر رکھا ہے کہ وہ طوق آگ مین لال کر کے اپنے گلے مین ڈال لین۔ مین نے یہ سن کر انکار کیا اور کہا "یہ سراسر بہتان ہے۔ مین نے اُن سے کبھی کسی قسم کا کوئی مطالبہ نہین کیا۔"

فصل

اب مین وہ گفتگو نقل کرتا ہون جو امیر کبیر اور میرے درمیان ہوئی۔
مین نے کہا "ہم جائز نہین سمجھتے کہ کسی کو بھی آگ مین کودنے کا حکم دین بلکہ جو ایسا حکم دے اس کی اطاعت کو بھی قطعًا ناروا جانتے ہین جیسا کہ حدیث صحیح مین صاف موجود ہے۔ اِن لوگون نے میری نسبت جو کچھ کہا ہے بالکل بہتان ہے۔ یہ جھوٹے اور بدعتی ہین۔ انھون نے مسلمانون کے دین اور دنیا دونون کو برباد کر ڈالا ہے"۔
پھر مین نے امیر کو بتانا شروع کیا کہ انھون نے کس طرح بہت سے امراء کو دھوکہ دینا چاہا اور مثلاً امیر ایدمری، قفچق، نائب السلطنۃ، ملک العادل کتبغا وغیرھم کے نام گنائے، جنھین انھون نے اپنے شعبدون سے پھانسنا چاہا تھا۔ چنانچہ مین نے کہا "یہ لوگ امیر ایدمری کے محل مین عورتین بھیجتے تھے جو ان کے لئے مخبری کرتی تھین۔ پھر

توحق و باطل کا فیصلہ ہوجائیگا"
امیر کو میرے آگ میں جانے پر رضامندی سے غایت درجہ تعجب ہوا
بلکہ شک کے لہجہ میں پوچھنے لگا "کیا واقعی آپ کا ارادہ ہے"؟
میں نے کہا" ارادہ نہیں بلکہ عزم راسخ ہے! میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ
کرچکا ہوں اور میرے دل میں ڈالدیا گیا ہے کہ اگر وہ ایسا کریں تو میں بھی
ضرور کروں۔ ہم اس قسم کی باتوں کا کسی کو خود چیلنج نہیں دیتے مگر جب
ہمیں چیلنج دیا جاتا ہے تو خوف سے پیٹھ نہیں دکھاتے۔ اور یہ اس لئے
کہ خوارق عادات اور کرامتیں امت محمدیہ کے لئے ہیں جو احکام ربانی
کی ظاہراً و باطناً بجاآوری کرتے ہیں، اور اسی وقت ظاہر ہوتی ہیں۔
جب قیام حجت کیلئے ان کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس وقت ان کی
ضرورت آپڑی ہے۔ دین الٰہی کے قیام و نصرت کے لئے ان کا ظاہر
کرنا لازمی ہوگیا ہے۔ اگر یہ لوگ اپنے نام نہاد" اشارات و براھین"
دکھائیں گے جنکی بابت وہ مدعی ہیں کہ ان کے ذریعہ دین الٰہی کو شکست
دیدیں گے تو ہم پر واجب ہوجائیگا کہ ہم بھی دین الٰہی کی نصرت اور
سنت نبوی کی ظفرمندی کیلئے جو کچھ کرسکتے ہیں کرگزریں۔ ہم پر فرض
ہوجائیگا کہ اس راہ میں اپنی جان، مال، دل و دماغ، قوت و ہمت،
سب کچھ لگادیں۔ پس ہم یہاں ان کے ہر شعبدہ کو اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی

ان شعبدہ بازوں نے اسے اُڑھا رکھی تھی۔

اس کے بعد میں نے امیر سے کہا "میں نے ان کی آزمایش کا مطالبہ نہیں کیا اور نہ انھیں کسی قسم کا چیلنج دیا۔ لیکن یہ خود دعوے کرتے پھرتے ہیں کہ ہمیں کچھ خاص احوال اور کرامتیں حاصل ہیں اور ان کے زور سے ہم آگ میں بلا جلے گھس جاتے ہیں۔ اہل شریعت اس کی قدرت نہیں رکھتے اور چونکہ وہ اس سے عاجز ہیں اس لئے انھیں ہم پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں عام اس سے کہ ہم شریعت کے موافق چلیں یا مخالف ہوں۔ چونکہ یہ لوگ اس طرح کے گمراہ دعوے کرتے پھرتے ہیں اس لئے میں نے خداوند عالم سے استخارہ کرلیا ہے کہ اگر یہ آگ میں داخل ہوگئے تو میں بھی ان کے ساتھ داخل ہو جاؤں گا۔ ہم میں سے جو جل جائے وہ مغلوب ہے اور اس پر خدا کی لعنت اور پھٹکار پڑے! مگر شرط یہ ہے کہ آگ میں جانے سے پہلے ہم دونوں مجمع کے سامنے غسل کریں اور اپنے اپنے جسم سرکہ اور گرم پانی سے خوب دھو ڈالیں"

"یہ کیوں"؟ امیر نے اس شرط پر تعجب سے کہا۔

میں نے کہا" اس لئے کہ یہ لوگ اپنے جسموں پر ایسے روغن ملے رہتے ہیں جن کی موجودگی میں آگ اثر نہیں کرتی۔ میں چونکہ ایسا نہیں کرتا اس لئے اگر ہم دونوں سرکہ اور گرم پانی سے نہا کر آگ میں گھسیں گے

نبی عبادی انا الغفور الرحیم وان عذابی ھو العذاب الالیم (۱)"

لیکن اُن کے شیخ اکبر نے اس کی مخالفت کی اور اپنے آہنی طوق پہننے کی حمایت شروع کر دی۔ کہنے لگا "وھب بن منبہؒ نے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا اور اپنے گلے میں طوق ڈالے رہتا تھا"

میں نے کہا "ہمارے لئے جائز نہیں کہ اپنی شریعت کے مخالف اسرائیلیات کو اپنا دین بنائیں۔ امام احمد نے مسند میں جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلعم نے حضرت عمر کے ہاتھ توراۃ کا ایک ورق دیکھا تو فرمایا "عمر! کیا تو کھلا سکتے ہو؟ میں تمہارے پاس ایک روشن صاف دین لیکر آیا ہوں۔ اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور تم مجھے چھوڑ کر اُن کی پیروی کرتے تو بھی گمراہ ہو جاتے" مراسیل ابی داود میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے ہاتھ میں اہل کتاب کی کوئی تحریر دیکھی تو فرمایا "کسی قوم کیلئے یہ گمراہی بس کرتی ہے کہ وہ اپنے نبی کی کتاب چھوڑ کر دوسرے نبی کی پیروی کرے"۔ قرآن میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ؛ اولم یکفھم انا

---

(۱) میرے بندوں کو خبر کر دو کہ میں ہی غفور الرحیم ہوں اور میرا ہی عذاب دردناک عذاب ہے۔

مین اس سے نا واقف تھا۔ عرصہ ہوا یہ شخص میرے پاس اچھے آدمیون کی صورت مین آیا تھا اور اپنے فرقہ کے دستور کے مطابق مجھسے کچھ طلب کیا تھا۔ مین نے اس کی خواہش پوری کر دی تھی۔ یہی ایک شخص تھا جس کے متعلق مجھے دھوکہ ہوا۔ ورنہ مین پہلی ہی نظر مین گمراہون کو شناخت کر لیا کرتا ہون۔ اس کے بعد مین نے پھر کبھی اسے نہین دیکھا یہانتک کہ اس مناظرہ مین وہ نمودار ہوا اور کہنے لگا "مدت ہوئی مین آپ سے مل چکا ہون" مین نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے اتنے عظیم الشان مجمع مین اسے بے نقاب کر دیا۔

جب مجلس اچھی طرح جم گئی تو اُن کے ایک شیخ "شیخ حاتم" نام نے گفتگو شروع کی جس کا مضمون یہ تھا "باہم صلح ہو جائے۔ گزشتہ سے چشم پوشی کی جائے۔ ہم توبہ کرتے ہین۔ زنجیرون بیڑیون کے استعمال اور دوسری بدعتون کے ارتکاب سے رجوع کرتے ہین، شریعت کی اتباع کا عہد کرتے ہین" مین نے کہا "یہ بہت بہتر ہے۔ توبہ ہر وقت مقبول ہے۔ اللہ تعالی نے فرمادیا ہے "غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب (۱)" نیز ارشاد ہوا ہے:

(۱) گناہ بخشنے والا، توبہ قبول کرنیوالا، سخت عذاب والا۔

میں نے کہا " تمہارے شافعی ہونے سے یہ چیز جائز نہیں ہو سکتی۔ کوئی عالم دین بھی اسرائیلیات کو قابل حجت قرار نہیں دیتا۔ بلکہ بالاتفاق سب اُن پر عمل کرنے سے منع کرتے اور اسے بدعت بتاتے ہیں۔ یہ دیکھو شافعی مذہب کے مفتی کمال الدین بن الزملکانی مجلس میں بیٹھے ہیں۔ اِن سے پوچھ لو" پھر میں نے مفتی کو پکار کر کہا "کمال الدین! تم کیا کہتے ہو؟ انھوں نے کہا "یہ ایک سخت مکروہ بدعت ہے" اسکے بعد میں نے کہا "کسی کیلئے بھی شریعت محمدی سے خروج روا نہیں"۔
میں بھولتا ہوں اس مجلس میں میں نے موسی اور خضر کے قصہ پر کوئی گفتگو کی تھی یا نہیں؟ کیونکہ یہ بات بہت دنوں کی پرانی ہے۔
اس پر فدکور الصدر شیخ عبد اللہ کذاب نے چلاکر کہا "ہم خاص حالات اور باطنی معاملات رکھتے ہیں۔ جنکی حقیقت کوئی دوسرا نہیں جان سکتا" اُس نے ایک طویل تقریر کی جو میرے ذہن سے اُتر گئی ہے اور اس میں مجالس، مدارس، ظاہر، باطن، شریعت، حقیقت کا ذکر کیا۔ جس سے مقصود یہ تھا کہ ہمارے لئے باطن ہے اور دوسروں کیلئے ظاہر اور یہ کہ جو کچھ ہم کر سکتے ہیں اُس سے اہل ظاہر عاجز ہیں۔ لہذا انھیں ہم پہ اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔
اس کے جواب میں میں نے بھی غصہ سے آواز بلند کی اور کہا "ظاہر

انزلنا علیک الکتاب یتلی علیھم[۱]۔ پس اگر ہمیں یہ تحقیق بھی ہو جائے کہ ہماری شریعت کے مخالف کوئی بات واقعی خدا کی طرف سے موسیٰ اور عیسیٰ پر اتری تھی تو بھی ہمارے لئے اُس کی پیروی جائز نہیں ہمیں تو صرف اُس کتاب کی پیروی کرنا چاہیئے جو خدا نے ہمارے رسول پر نازل فرمائی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: وان احکم بینھم منکم شرعۃ و منھاجا[۲]"۔ جب یہ حال اُن باتوں کا ہے جن کی صحت متحقق ہو جائے تو اُن اسرائیلی افسانوں کی بابت کیا کہا جائیگا جنکی صحت کا کوئی ثبوت بھی موجود نہیں۔ اسرائیلی عابدوں اور زاہدوں کے قصّے سُنانے سے کیا فائدہ؟: وہ ہم پر حجت نہیں ہو سکتے۔ قرآن کی کوئی آیت بخاری و مسلم جیسی صحیح کتابوں سے کوئی حدیث پیش کرو" ہیں نے اس طرح کا جواب پرزور لفظوں میں دیا۔

ص بما انزل اللہ ولا تتبع اھواءھم عما جاءک من الحق

اس پر وہ شیخ امیر سے کہنے لگا" ہم چاہتے ہیں کہ فیصلہ کیلئے چاروں مذہبوں کے قاضی اور فقیہہ جمع کئے جائیں۔ کیونکہ ہم شافعی مذہب رکھتے ہیں"۔

(۱) کیا یہ انکے لئے کافی نہیں کہ ہم نے تجھپر کتاب نازل کردی ہی جسکی انکے سامنے تلاوت کیجاتی ہی؟

(۲) اللہ کے نازل کئے ہوئے کے بموجب انمیں فیصلہ کر اور جو حق تیرے پاس آچکا ہی اُسے چھوڑ کر اُنکی خواہشوں کی پیروی نہ کر۔ تم میں سے ہر ایک کیلئے ہم نے الگ الگ راہ مقرر کردی ہے۔

نہ جلیں" اس پر لوگوں نے شور مچایا اور اُن سے بدظنی کا اظہار کرنے لگے شیخ اور بھی زیادہ خفا ہوا اور کہنے لگا" سرکہ اور پانی سے صرف نہانا ہی نہیں بلکہ ہم دونوں کے جسم پر گندھک مل دیجائے اور دونوں ایک ہی بورے میں بند کر کے آگ میں ڈال دیئے جائیں"۔

میں نے کہا منظور! منظور! اُٹھو! اُٹھو!" جب میں نے بہت اصرار کیا تو اپنے گریبان کی طرف ہاتھ بڑھا کر کُرتہ اُتارنے لگا اور امیر سے مخاطب ہو کر بولا" آپ کسی کو حکم دیں کہ ایندھن کا بوجھ لے آئے"

میں نے کہا" ایندھن لانے میں بہت دیر لگے گی اور مجمع اکتا کر منتشر ہو جائیگا۔ بہتر یہ ہے کہ ابھی ایک شمع جلادی جائے اور ہم دونوں اپنی اپنی انگلیاں دھو کر اس میں داخل کردیں جس کی انگلی جل جائے وہ مغلوب ہے اور اس پر خدا کی لعنت!" جب میں نے یہ کہا تو وہ بدل گیا" ذلیل وخوار ہو کر رہ گیا۔ بعد میں مجھ سے بیان کیا گیا کہ اُس کا چہرہ زرد ہو گیا تھا۔

جب حریف مقابلہ کی تاب نہ لاسکا تو میں نے کہا" اگر واقعی آگ میں گھُس کر صحیح سالم نکل بھی آؤ" اگر ہوا میں اُڑنے بھی لگو۔ اگر پانی پر چلو بھی، یا اس سے بھی بڑھ کر کوئی اعجوبہ کر دکھاؤ تو بھی تمہاری صداقت اور شریعت کے بطلان کی دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ دجّال اکبر بھی آسمان سے

باطن، مجالس ومدارس، شریعت وحقیقت، سب کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے نیچے ہیں۔ کسی کے لئے بھی کتاب وسنت سے خروج جائز نہیں نہ مشائخ وفقراء کے لئے، نہ بادشاہوں اور امیروں کے لئے، نہ علماء وفقہاء کے لئے۔ سب کی گردنیں اللہ اور اس کے رسول کے سامنے جھک جانا چاہئیں۔ ذرہ برابر بھی اعتراض وانکار مقبول نہیں ہو سکتا۔"

اس پر شیخ مذکور نے غل مچانا شروع کیا "ہم خارق العادات احوال وکرامات رکھتے ہیں۔ آگ میں بے کھٹکے چلے جاتے ہیں۔ کوئی اور یہ نہیں کر سکتا لہذا ہم سے کوئی کسی طرح کا تعرض نہ کرے۔"

میں نے بھی آواز بلند کی اور غیظ وغضب کی حالت میں کہا "میں روئے زمین کے تمام رفاعی صوفیوں کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ جو کچھ بھی کر سکتے ہیں، کر دکھائیں۔ میں بھی وہی کر دکھاؤنگا۔ اگر وہ آگ میں گھسنا چاہیں تو گھسیں۔ میں بھی گھس پڑونگا۔ پھر ہم میں سے جو جل جائے وہ مغلوب ومقہور رہے۔ اور اس پر خدا کی لعنت۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ ہم دونوں سرکہ اور گرم پانی سے بدن مل کر پہلے نہالیں۔"

میری اس شرط پر تمام حاضرین نے سوال کیا۔ میں نے کہا "یہ اس لئے کہ یہ لوگ قسم قسم کے مسالے مل کر آگ میں جاتے ہیں تاکہ

تعداد میں بہت زیادہ تھے۔ عوام الناس میدان میں شور مچا رہے تھے اور طرح طرح کی باتیں کہہ رہی تھے جو اب مجھے یاد نہیں۔ البتہ اتنا مجھے یاد ہے کہ کسی نے مجھ سے کہا لوگ کہہ رہے ہیں فوقع الحق وبطل ما کانوا یعملون فغلبوا ھنالك وانقلبوا صاغرین" نیز کہا اس شخص کا نام عبداللہ الکذاب ہے۔ اور بتایا کہ یہی شخص ایک مرتبہ آپ کے پاس آیا تھا اور تیس درہم خیرات لیگیا تھا میں نے کہا "ہاں اس کے جانے کے بعد مجھے بھی شبہ ہوا تھا کہ دغاباز ہے۔ اُس نے مجھ سے اپنا یہ واقعہ بیان کیا تھا کہ میں نے حاکم حماۃ کے روبرو اپنی ڈاڑھی میں آگ داخل کر لی تھی اور وہ بالکل نہیں جلی۔ اس کے جانے کے بعد مجھے خیال ہوا کہ اُسکی داڑھی پر روغن ہوگا جبھی نہیں جلی اور شعبدہ کامیاب ہوگیا"

حاضرین کو اُن کی شکست، جھوٹ، فریب اور دغابازی کا یقین ہوگیا امراء پر بھی یہ حقیقت روشن ہوگئی۔ اور حاجی بہادر اور دوسرے امراء اس بارے میں باہم گفتگو کرنے لگے۔ پھر ہم محل میں گئے۔ ان گمراہوں نے گذشتہ کیلئے توبہ چاہی۔ امیر نے مجھ سے کہا "اب ان سے کس بات کا مطالبہ کرنا چاہئے؟" میں نے کہا "کتاب وسنت کی پیروی کا اور اسکا کہ وہ اس طرح کے اعتقاد سے باز آجائیں کہ ان پر کتاب وسنت کی اتباع واجب نہیں ہے۔ یا یہ کہ اُس سے خروج جائز ہے۔ یا یہ کہ اُسکے مخالف

کہے گا "پانی برسا" اور مینہہ برسنے لگیگا۔ زمین سے کہیگا "پیڑ اُگا" اور درخت اُگ آئیں گے۔ غرضکہ طرح طرح کے عجائبات دِکھائیگا لیکن ان کے باوجود بھی وہ ملعون وکذّاب دجّال ہی رہیگا" میں نے یہ تقریر بڑی ہی بلند آہنگی سے کی اور مجمع پر اس کا بہت زبردست اثر ہوا۔

پھر میں نے ابو یزید بسطامی کا قول نقل کیا کہ "اگر تم کسی کو ہوا میں اُڑتے اور پانی پر چلتے دیکھو، تو بھی اس سے دھوکہ نہ کھاؤ بلکہ دیکھو شریعت کے اوامر و نواہی میں اس کا کیا حال ہے؟" نیز یونس بن عبدالاعلیٰ کا قول بیان کیا کہ انھوں نے امام شافعی سے کہا "آپ نے سُنا لیث بن سعد کیا کہتے ہیں؟ کہتے ہیں "اگر بدعتی کو پانی پر چلتے دیکھو تو بھی اس سے دھوکہ نہ کھاؤ" امام شافعی نے جواب دیا "لیث نے بہت کم کہا۔ میں کہتا ہوں اگر تم بدعتی کو ہوا میں بھی اُڑتے دیکھو تو بھی دھوکہ نہ کھاؤ"

غرضکہ اس قسم کی گفتگو میں نے کی جو زیادہ زمانہ گذر جانے کی وجہ سے پوری طرح ذہن میں محفوظ نہیں ہے۔ اس کے مقابلہ میں ان گمراہوں کے بڑے بڑے مشائخ امیر سے منتیں کرنے لگے کہ صلح کرادی جائے۔ مگر میں نے اصرار شروع کیا کہ نہیں انھیں اپنے دعوے کے مطابق آگ میں گھسنا چاہیئے۔ اس موقعہ پر شہر بھر کے مشائخ اور مجذوب جمع تھے اور

گردن کشی کرے گا اُس کا سر اُڑا دیا جائیگا۔

اس کے بعد میں نے کہا "کتاب اور سنت کا ایک حکم اپنے اوقات میں پانچوں نمازیں ادا کرنا ہے اور اس کا طریقہ پر ادا کرنا ہے جو اللہ اور اُس کے رسول نے ٹھہرا دیا ہے۔ لیکن ان لوگوں میں بہتیرے سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے۔ بہت سے نماز میں باتیں کرتے ہیں۔ چنانچہ کل ہی کا واقعہ ہے کہ مجھ سے شاکی ہونے کے بعد ان کے ایک آدمی نے مسجد میں نماز عصر کے دوران میں کہا "یا سیدی احمد، شئ للہ!" (اے میرے آقا! احمد خدا کے نام پر کچھ دیجئے۔) حالانکہ یہ قول نماز کو باطل کر دینے کے علاوہ موجب شرک ہے اور مناجات الٰہی میں غیر اللہ کو پکارنا ہے۔ حالانکہ خدا نے ہمیں یہ کہنے کا حکم دیا ہے کہ "ایاک نعبد و ایاک نستعین" (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں") یہ واقعہ کل کا ہے اور ان کے شیخ کے روبرو واقع ہوا ہے۔ جب لوگوں نے اس شخص پر بہت لے دے کی تو شیخ نے صرف اسی قدر کہا کہ اُسے استغفار کرنے کا حکم دیا۔ لیکن نماز دُہرانے کے لیے نہیں کہا۔ اسی طرح وہ نمازمیں چیخیں مارنے لگتے ہیں۔ حالانکہ یہ سخت منکر فعل ہے اور نماز کو باطل کر دیتا ہے"۔

اس پر شیخ کہنے لگا ہم بے اختیاری میں اسی طرح چیخ اُٹھتے ہیں جس طرح بہت سے لوگ بے اختیاری سے چھینکتے ہیں"۔

طریقوں کی پیروی روا ہے۔ وغیرہ وغیرہ اعتقادات جن سے کفر یا قتل لازم آتا ہے"۔

اس پر وہ کہنے لگے "ہم تو کتاب وسنت کے پابند ہیں۔ ان آہنی طوقوں کے علاوہ آپ ہمپر کیا اعتراض کرسکتے ہیں؟ اچھا ہم انھیں اتار ڈالتے ہیں"۔

میں نے جواب دیا "طوق یا کوئی اور چیز مقصود بالذات نہیں ہے۔ اصلی مقصود یہ ہے کہ تمام مسلمان اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے ماتحت رہیں"۔

امیر نے کہا "کتاب وسنت میں سے کس بات کی پابندی انپر لازم ہے"؟

میں نے کہا کتاب وسنت کے احکام بہت ہیں۔ اس مجلس میں بیان نہیں ہوسکتے۔ لیکن مقصود یہ ہے کہ عام طور پر کتاب وسنت کی پیروی کریں اور جو اس سے خروج کرے اس کی گردن ماردی جائے"۔

امیر نے بھی اس جملہ کو کئی مرتبہ دہرایا اور بار بار میدان کیطرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ اس سے مطلب یہ تھا کہ یہ حکم سب کے لئے عام ہے۔ اور اس مجمع عام میں سپاہیوں، عہدہ داروں، عالموں، عابدوں، اور عوام الناس سب کو اس سے آگاہ ہوجانا چاہئے کہ جو کوئی بھی کتاب وسنت سے

کہنے لگا "آسمان وزمین میں کوئی ادنیٰ حرکت بھی اس کی مشیت و ارادہ کے بغیر نہیں ہوتی"

میں نے جواب دیا "یہ قضا و قدر کے متعلق ہے۔ یہی نہیں بلکہ دنیا میں جتنا بھی کفر و فسق و عصیان ہے، وہ سب، کہا جا سکتا ہے، خدا کی مشیت و ارادہ سے ہے۔ لیکن یہ کہکر ان افعال کا ارتکاب کرنا کسی حال میں بھی جائز نہیں ہو سکتا۔ یہ وہ بات ہے جسے شیطان خوشنما بنا کر دکھاتا ہے مگر رحمٰن اس سے نفرت کرتا ہے"

اس پر وہ کہنے لگا "آپ کس ذریعہ ان احوال کو باطل کر سکتے ہیں"؟

میں نے کہا "ان شرعی دُرّوں کے ذریعہ"!

امیر کو یہ بات پسند آئی۔ وہ ہنسنے لگا اور کہا "ہاں، بخدا شرعی دروں کے ذریعہ یہ شیطانی احوال باطل کئے جا سکتے ہیں"

پھر میں نے کہا "اور جو کوئی شرعی درے کھا کر بھی دین کی طرف رجوع نہ کرے گا تو اس کے لئے محمدی تلواریں ہیں!" یہ کہکر میں نے امیر کی تلوار اٹھالی اور کہا "یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب اور غلام ہے اور یہ تلوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو کوئی کتاب و سنت سے اعراض و خروج کرے گا ہم خدا کی تلوار سے اس کی گردن مار دیں گے"

امیر نے بھی اس جملہ کو کئی بار دہرایا۔ اس پر شیخ بولا "یہود و نصاریٰ کو

میں نے جواب دیا "چھینک خدا کی طرف سے ہے اور خدا چھینک کو پسند کرتا ہے اور اس میں انسان کے ارادہ کو دخل نہیں۔ لیکن نماز میں تمہاری چیخیں شیطان کی طرف سے ہیں اور اختیار و ارادہ بلکہ بناوٹ سے ہوتی ہیں اور اگر چاہو تو انھیں روک سکتے ہو"

مجلس کے بعض واقف کاروں نے مجھے بتایا کہ یہ لوگ نماز میں ایسی ایسی فحش باتیں کہتے ہیں جو یہود و نصاریٰ بھی نہیں کہہ سکتے۔ مثلاً کہتے ہیں "امام کی جورو ہمارے پیچھے!" یا امام کی... ...!" وغیرہ وغیرہ خبیثہ اقوال میں جانتا ہوں کہ یہ حالتِ وجد میں نہیں چیختے ہیں جیسا کہ کبھی انسان پر نماز میں گریہ وزاری طاری ہو جاتی ہے۔ بلکہ وہ دراصل شیطان کے دوست ہیں۔

عین اُس وقت جبکہ ان کے شیوخ محل میں کتاب و سنت کی اتباع کا دعوی کر رہے تھے، باہر میدان میں ان کی بھیڑ طرح طرح کی آوازیں بلند کرتی اور شیطانی حرکات ظاہر کر رہی تھی۔ میں نے کہا "کیا یہ سب کچھ کتاب و سنت کے موافق ہے؟"

شیخ نے جواب دیا "یہ حال ہے اور خدا کی طرف سے اُن پر طاری ہوا ہے"

میں نے کہا "یہ خدا کی طرف سے نہیں بلکہ شیطان رجیم کی طرف سے ہے اسے نہ خدا نے پسند کیا ہے نہ اُس کے رسول نے پسند کیا ہے"۔

آپ ہمیں کیا وصیت کرتے ہیں؟ فرمایا "میں تمہیں اطاعت و فرمانبرداری کی وصیت کرتا ہوں۔ تم میں سے جو میرے بعد جئیں گے وہ بہت اختلاف دیکھینگے۔ ایسی حالت میں تم میری سنت اور میرے خلفاء راشدین کی سنت لینا۔ اُسے خوب مضبوطی کیساتھ دانتوں سے پکڑنا۔ خبردار! بدعت کے کاموں سے دور رہنا۔ دین میں ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے (دوسری روایت میں ہے کہ نیز فرمایا) اور ہر گمراہی دوزخ میں جائیگی"

اس پر شیخ کہنے لگا "کیا بدعت، زنا کے برابر ہے؟" پھر زنا کی مذمت میں ایک حدیث روایت کی۔

میں نے کہا "یہ حدیث موضوع ہے اور رسول اللہ پر بہتان۔ بلاشبہ زنا نہایت سخت معصیت ہے مگر بدعت، زنا کی معصیت سے بھی بڑھ کر ہے۔ کیونکہ معصیت سے توبہ کر لی جاتی ہے مگر بدعت سے توبہ نہیں کی جاتی"

اس پر ایک دوسرا شیخ کہنے لگا "ہم لوگوں سے توبہ لیتے ہیں"۔

میں نے پوچھا "کس بات کی توبہ لیتے ہو؟"

کہنے لگا "قزاقی اور چوری وغیرہ کبیرہ گناہوں سے"

میں نے کہا "لیکن تمہارے توبہ لینے سے پہلے انکی حالت بہتر تھی۔ پہلے تو وہ صرف فاسق تھے، اپنے گناہوں کو گناہ سمجھتے تھے، خدا کی رحمت کے امیدوار تھے توبہ کرتے تھے یا کم سے کم توبہ کی نیت رکھتے تھے۔ لیکن توبہ لینے کے بعد تم انھیں

اپنے طریقوں پر رہنے کی اجازت ہے مگر ہمارے لئے ذرا بھی رواداری نہیں"
ہیں نے کہا یہود و نصاریٰ کو اس لئے اجازت ہے کہ وہ جزیہ ادا کرتے
اور اپنے دین کو اپنے گھروں ہیں چھپاتے ہیں۔ لیکن بدعتی کو بدعت کرنیکی
ہرگز اجازت نہیں دیجا سکتی" اس پر وہ اپنا سا منہہ لے کر رہ گئے۔
اور واقعہ بھی یہی ہے کہ دار الاسلام ہیں کسی کو بھی منکرات کے
اعلان کی اجازت نہیں۔ نہ اہل بدعت اپنی بدعت کو ظاہر کر سکتے ہیں، نہ
اہل فجور اپنا فجور برملا کر سکتے ہیں، نہ اہل کتاب اپنے دین کے منکرات کھلے
بندھوں برت سکتے ہیں۔ مسلمان کو واجبات اسلام کی پابندی اور
محرمات سے دوری پر مجبور کیا جائیگا اور جو نہ مسلمان ہوگا نہ ذمی تو وہ
یا مرتد ہے یا مشرک یا کھلا ہوا زندیق و ملحد۔
پھر ہیں نے بدعتیوں کی مذمت کی اور صحیح مسلم کی حدیث بروایت
جعفر بن محمد الصادق عن ابیہ ابی جعفر الباقر عن جابر بن عبد اللہ پیش کی
کہ "نبی صلعم اپنے خطبوں ہیں فرمایا کرتے تھے "سب سے زیادہ سچا کلام
اللہ کا ہے، سب سے بہتر ہدایت، محمد کی ہدایت ہے، سب سے بدتر کام بدعت
کے کام ہیں۔ ہر بدعت گمراہی ہے" "سنن" ہیں عرباض بن ساریہ کی روایت
ہے کہ "رسول اللہ صلعم نے ایسا خطبہ دیا جس سے آنکھیں اشکبار ہو گئیں
اور دل دہل گئے۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ یہ گویا رخصتی نصیحت ہے

میری سامنے ہوئے تو میں انہیں قوم عاد کیطرح قتل کرونگا" میں نے کہا" باوجود اتنی کثیر نماز، روزہ، تلاوت، عبادت اور زہد کے آنحضرت نے انکے قتل کا حکم دیا۔ اور امیر المؤمنین علی اور آنکے ساتھی صحابہ نے انہیں قتل کیا۔ کیونکہ انھوں نے نبی صلعم کی سنت و شریعت سے خروج کیا تھا" اب مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے اس موقعہ پر امام شافعی کا بھی یہ قول نقل کیا کہ "شرک کو چھوڑ کر بندہ کا ہر گناہ سے آلودہ ہو جانا ان بدعت کے کاموں سے آلودہ ہونے سے بہتر ہے" پس جب اسلام میں بدعت کی برائی ظاہر اور چوری، بدکاری اور شراب خواری وغیرہ گناہوں کی برائی سے بدتر ثابت ہو گئی تو ان بدعتوں سے آلودہ ہونیوالی لوگ چوروں، زانیوں اور شرابیوں سے بھی بدتر ہیں"

یہ سنکر شیخ عبد اللہ الکذاب غصہ سے کہنے لگا" ای مولانا! اس جلیل الشان کی جناب میں ایسا نہ کہیے!"

"جلیل الشان" سے اسکی مراد "احمد بن رفاعی" کے پیرو ہیں۔ اسکی اس دھمکی پر مجھے بھی سخت غصہ آیا اور میں نے نہایت کرختگی سے کہا" یہ جناب اور جلیل الشان اس جناب اور جلیل الشان کی مقابلہ میں کیا چیز ہے جسکی مخالفت کی جا رہی ہے؟ کیا تم اللہ اور اس کے رسول کے دین کو برباد کر ڈالنا چاہتے ہو؟"

شیخ عبد اللہ کہنے لگا" ای مولانا! فقراء اپنے دلوں کی گرمی سے آپکو جلا ڈالینگے" میں نے کہا" ہاں اسی طرح جلا ڈالیں گے جس طرح تم سے پہلے رافضیوں نے مجھے جلا ڈالا تھا جبکہ میں نے انکی سرکوبی کی تھی! تمام لوگ مجھے ان سے اور ان کے

سراسر گمراہ، مشرک اور شریعت اسلام سے باہر کر دیتے ہو۔ جو کچھ خدا کو پسند ہے وہ اُس سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور جو کچھ اُسے ناپسند ہے اُس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور یہ ہم ثابت کیے دیتے ہیں کہ یہ بدعتیں معاصی سے بدتر ہیں"

پھر میں نے امیر اور جملہ حاضرین کو مخاطب کر کے کہا "معاصی کا معاملہ یہ ہے کہ مدینہ میں ایک شخص شراب پیتا تھا۔ اُسے "حِمار" کہتے تھے اور وہ رسول اللہ صلعم کو ہنسایا کرتا تھا۔ جب جب شراب پینے کی علت میں لایا جاتا آپ سزا دیتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے اُسے لعنت کی تو آپ نے فرمایا "اُسے لعنت نہ کرو کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے" (بخاری عن عمر بن الخطاب) میں نے کہا "یہ شخص شرابی تھا، مگر چونکہ صحیح الاعتقاد تھا، اللہ اور رسول سے محبت رکھتا تھا اس لیے آنحضرت صلعم نے اسکی گواہی دی اور لعنت کرنے سے منع کیا"

"برخلاف اس کے بدعتیوں کا معاملہ ہے۔ چنانچہ صحیحین میں حضرت علی اور ابو سعید الخدری وغیرہما سے مروی ہے کہ نبی صلعم مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے کہ ایک شخص نمودار ہوا۔ اسکی پیشانی ابھری ہوئی تھی، داڑھی گھنی تھی، سر منڈا تھا اور داڑھی پر سجدہ کا نشان تھا۔ اُسنے رسول اللہ سے گستاخانہ تقریر کی تو آپ نے فرمایا "اس شخص کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہونگے جنکی نمازوں کے آگے تم اپنی نمازوں کو اور روزوں کے آگے اپنے روزوں کو اور تلاوت کے آگے اپنی تلاوت کو حقیر سمجھو گے۔ وہ قرآن پڑھینگے مگر ان کے حلق سے آگے نہ بڑھیگا اور اسلام سے اس طرح نکلجائینگے جسطرح تیر کمان سے نکلجاتا ہے۔ اگر

شر سے ڈراتے تھے اور اُن کے گرگے کہتے تھے کہ اُنکے اور خدا کے درمیان کچھ راز ہے مگر نتیجہ کیا نکلا؟ یہی نہ کہ وہ مغلوب و مقہور ہوئے اور خود اِن امراء نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ جنگ میں خدا نے انھیں رافضیوں پر کیسی نمایاں فتح بخشی!"

پھر میں نے انھیں "شبہ الرافضۃ" (رافضیوں کے مشابہ) اور "بیت الکذب" (جھوٹ کا گھر) کے خطاب سے مخاطب کیا۔ کیونکہ وہ اپنے غلو، شرک اور خروج عن الشریعہ کی وجہ سے رافضیوں کی بہت سی صفتوں میں انکے شریک ہیں اور کذب و بہتان اور جھوٹ میں تو ان کی بالکل برابر بلکہ بڑھ چڑھ کر ہیں۔ دنیا میں سب سے زیادہ جھوٹا فرقہ یہی فرقہ ہے۔ یہود بھی خدا پر اتنا جھوٹ نہیں بولتے جتنا یہ صوفی اپنے شیخ احمد بن الرفاعی پر جھوٹ بولتے ہیں۔

پھر میں نے انھیں چیلنج دیا اور پکار کر کہا "میں تم سے برگشتہ ہوں اور تمہاری احوال و کرامات کا منکر ہوں۔ تم سب ملکر میرے خلاف کمربستہ ہو جاؤ۔ جو کچھ بھی کر سکتے ہو کر گزرو اور مجھے ہرگز کوئی مہلت نہ دو! فَكِيدُونِي جَمِيعًا ثُمَّ لَا تُنظِرُونِ!"

جب میں نے انکی تمام جھوٹی حدیثوں کی قلعی کھولدی تو مجھ سے صحیح کتابوں کا پتہ پوچھنے لگے تاکہ ہدایت حاصل کریں۔ میں نے ان کی رہنمائی میں ہرگز کوئی بخل نہیں کیا۔ آخر میں پھر اکھٹے یہ اعلان دہرایا گیا کہ "کتاب و سنت سے جو کوئی خروج کریگا اسکی گردن ماردی جائیگی!" امیر نے بھی اسکا مکرر سہ کرر اعادہ کیا اور یہ بات طے پا گئی۔

فالحمد للہ الذی صدق وعدہ، ونصر عبدہ، وھزم الاحزاب وحدہ!